

قانونِ فطرت اور خاندانی منصوبہ بندی

پر ایک نظر

”قانونِ فطرت اور خاندانی منصوبہ بندی“ کے نام سے تحریک خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ایک کتابچہ شائع ہوا ہے، جس کے لکھنے والے ایک بزرگ علامہ ابوالخیر اسدی ہیں۔ اس مضمون میں اس کتابچہ کا محاکمہ کیا گیا ہے:

ہمارے ملک میں ایک خاص طبقہ کی طرف سے خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت میں عجیب و غریب طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ کبھی یہ مخالفت شریعت اسلامی کے نام پر کی جاتی ہے اور کبھی اس میں اہل مغرب کے اقوال کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اب اس کی مخالفت کے لئے ایک نیا عنوان ”قانونِ فطرت“ قائم کیا گیا ہے۔ منہ سے کی بات یہ ہے کہ جب یہ مخالفت شریعت اسلامی کے نام پر کی جا رہی تھی تو شرعی دلائل کے بجائے زیادہ تر اہل مغرب کے اقوال کا سہارا لیا گیا۔ اب قانونِ فطرت کے زیر عنوان کچھ فقہی احکام کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن فقہی احکام بھی حنفی فقہ سے نہیں بلکہ جنسلی اور دوسرے فقہی مذاہب سے بزعم خود اخذ کئے جا رہے ہیں، جن کے پیروکار ہمارے ملک میں نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ یہاں تک تو یہ طرز عمل اتنا قابل اعتراض نہ تھا لیکن جس طرح ان دوسرے فقہی مذاہب کی کتابوں کے حوالوں میں ہیر پھیر سے کام لیا گیا ہے، اس پر ہر معقول آدمی کی عقل ماتم کرے گی۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ علامہ ابوالخیر اسدی نے اس کتابچے میں جن کتابوں اور ان کے مصنفین کے حوالے دیئے ہیں، وہ بڑی مہرحت سے خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کا اعلان کرتے ہیں۔ لیکن انھوں نے اس معاملے میں ہاتھ کی صفائی یوں دکھائی کہ ان سلف صالحین نے تحقیق کے بعد جو فیصلے دیئے، ان پر تو پردے ڈال دیئے اور اس تحقیق کے لئے انھوں نے جو مخالفت اور موافق اقوال نقل کئے تھے، ان میں سے مخالفت اقوال کو ان حضرات کا قول متبرار دے کر اپنے کتابچہ کی زینت بنایا ہے۔ جناب اسدی صاحب

نے اپنے تمام کتابچہ میں شروع سے لے کر آخر تک اسی "سنہری اصول" پر عمل فرمایا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ حکومت پاکستان نے جب عالمی قوانین نافذ کئے اور ان میں حنفی مذہب سے چشم پوشی کیوں؟

سے بعض دفعات تو خود ان حضرات کی اپنی تعبیر قرآن و سنت کے مطابق متعین (مثلاً طلاق بدعت کا خاتمہ) تو یہ کہہ کر ان کی مخالفت کی گئی کہ یہ حنفی فقہ کے خلاف ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ اعلان فرمایا کہ اس ملک میں قرآن و حدیث کی وہی تعبیر معتبر ہوگی، جو حنفی فقہ کے مطابق ہو۔ لیکن خاندانی منصوبہ بندی کے معاملے میں حنفی فقہ ان کے لئے کڑواگھونٹ بن جاتا ہے۔ اس کا کہیں حوالہ دینا تو کجا، اس کا نام تک بلوں پر نہیں لاتے۔ اس لئے ہم اسدی صاحب کے جمع کردہ اعتراضوں کا جواب دینے سے پہلے ضروری خیال کرتے ہیں کہ حنفی ائمہ و فقہاء کا اس بارے میں مسلک یا فیصلہ مختصر الفاظ میں تاریخی کے سامنے لایا جائے جو ہمارے ملک کی اکثریت کا مسلک ہے۔

قاریں جانتے ہوں گے کہ صدر اسلام میں فقہ کی تدوین کے بعد امت خاندانی منصوبہ بندی اور حنفی مسلک

مسلمہ اکثر و بیشتر چار ائمہ عظام کی تدوین شدہ فقہ کی پیروی کرنے لگی۔ ان ائمہ کے درمیان کثیر مسائل میں اختلاف ہے لیکن خوش قسمتی سے اس خاص مسئلہ میں چاروں جواز کے قائل ہیں۔ دوسرے مذاہب کا مسلک آئندہ بحث میں خود بخود سامنے آجائے گا اس لئے یہاں ہم حنفی مذہب کے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ حنفی مذہب کا یہ مسلک اس فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں واضح الفاظ میں ملتا ہے۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اسے اس فقہ کی ایک معتبر ترین کتاب "فتاویٰ عالمگیری" سے نقل کرتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ یہ کتاب کسی فرد واحد کی تصنیف نہیں بلکہ برصغیر ہند و پاک کے پانچ سو حیدر علمائے دین نے حنفی فقہ کی تمام معتبر کتابوں کو سامنے رکھ کر اسے مرتب کیا تھا۔ فتویٰ ملاحظہ ہو:-

اور عزل کے معنی ہیں کہ عورت سے دخول کر کے انزال کے وقت علیحدہ ہو کر باہر انزال کرے۔ پس اگر آزاد عورت ہے اور اس کی رضامندی سے عزل کیا گیا، یا باندی (لونڈی) کے موٹی کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندی سے بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہیں ہے۔ اور منسأخ نے فرمایا کہ اس طرح عورت کو بھی اختیار ہے کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تا وقتیکہ نطفہ کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب تک ایک سو بیس روز پورے ہوئے ہوں" لے

اسدی صاحب چونکہ عزل کی اصطلاح سے خاندانی منصوبہ بندی کا مفہوم سمجھتے ہیں، اس لئے ہمیں

اس اصطلاح کی یہاں تفصیلات نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ تاہم آئندہ صفحات میں تین تین جرح خود بخود سامنے آجائے گی۔

خانہ دانی منصوبہ بندی کے جواز کے بارے میں حنفی مذہب کا فیصلہ سامنے آجائے کے بعد اب

قانونِ فطرت

ہم اسدی صاحب کے جمع کردہ حوالجات کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے انھوں نے "قانونِ فطرت" کی سرخی کے تحت قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:-

"ولا تقتلوا اولادکم من خشیتہ، املاق نحن نرزقکم وایاھم۔ (اپنی اولاد کو افلاس کے خوف

سے قتل نہ کرو۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی)۔ (کتابچہ صفحہ ۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسدی صاحب "خانہ دانی منصوبہ بندی" کے مفہوم اور مقصود سے اچھی طرح آگاہ نہیں۔ خانہ دانی منصوبہ بندی کی ترغیب کے باوجود اس ملک میں اولاد تو کجا، کسی نفس کو قتل کرنا قانوناً جرم ہے اور ایسا کرنے والے کی سزا تختہ دار ہے۔ اس اسکیم کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ ہو، تاکہ ماں کی صحت قائم رہے اور دوسرے یہ کہ کسی خاندان میں بچوں کی تعداد اس حد تک محدود ہو کہ وہ خاندان ان کی مناسب پرورش اور تعلیم و تربیت کا بندوبست کر سکے تاکہ وہ معاشرہ کے لئے بھی اور اپنے خاندان کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکیں۔ چنانچہ اس اسکیم کے تحت اگر حالات کا تقاضا ہو تو مادہ منویہ کو ضائع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اب اگر اسدی صاحب کی تحقیق کے مطابق مادہ منویہ ہی کو اولاد قرار دے دیا جائے تو پھر تو ہر شخص "ارہوں اولادوں" کا قائل تصور ہوگا۔ اور یہ کہ حمل ٹھہر جانے کے بعد بیوی سے مباشرت حرام ہو جائے گی۔ کیونکہ ایسی ایک ہی مباشرت میں پچاس کروڑ چارٹھم حیات خارج ہوتے ہیں۔ اس تشریح کے مطابق تو خانہ دانی منصوبہ بندی کے مخالفین بھی "قاتلین اولاد" کی صف میں نظر آئیں گے۔

یہ تو سچی عقلی دلیل۔ اب اس مسئلہ کی شرعی حیثیت ملاحظہ ہو، زندہ اولاد کا قتل اور عزل کے ذریعے مادہ منویہ کو ضائع کرنا دونوں صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھیں۔ لیکن زندہ اولاد کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلعم واضح اور غیر مبہم الفاظ میں منع فرماتے ہیں اور اسے ایک سنگین جرم قرار دیتے ہیں جبکہ عزل کے ذریعے مادہ تولید کو ضائع کرنے پر نہ تو قرآن مجید میں کوئی حکم آیا ہے۔ اور نہ حضور صلعم نے ہی اس سے منع فرمایا تھا۔ بلکہ آپ سے واضح الفاظ میں اس کی اجازت منقول ہے، ہونہ کے چاروں مذاہب کے ائمہ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس کی تفصیلات آگے آئیں گی۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ نقل کیا جا چکا ہے۔ ہمارے فقہاء نے مادہ منویہ کو ضائع کرنا تو ایک طرف چار ماہ تک حمل کو اسقاط کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ (اسقاط حمل اس

وقت ملک میں قانوناً جرم ہے۔) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور صلعم سے عزل کے ذریعہ مادہ منویہ کو ضائع کرنا قتل اولاد کے مترادف ہونا مروی نہیں تو یہ حضرات ایسا فیصلہ دینے والے کون ہیں؟

خاندانی منصوبہ بندی اور امام غزالیؒ | اسدی صاحب نے دوسری سرنی 'خاندانی منصوبہ بندی اور خوارج' کے حوالے سے قائم کی ہے۔ اور اس سلسلے میں آپ کی مشہور عالم تصنیف احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۶۱ سے یہ عبارت نقل کی ہے :-

”فرقہ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ وہ قربت کے وقت استقرار حمل کو روک دیتی تھیں تاکہ حمل کی مصیبتوں اور بچوں کی پرورش کے عذاب سے آزاد رہیں۔ حضرت عائشہؓ جب بصرہ تشریف لے گئیں تو ان خوارج عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی تو آپ نے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ استقرار حمل کی مخالفت کرتی تھیں۔“ (صفحہ ۳)

امام غزالیؒ کی یہ عبارت نقل کر کے اسدی صاحب نے اپنے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے مخالف تھے۔ اس کمزور دلیل کے خلاف بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم اپنی طرف سے ایک لفظ کا اضافہ کئے بغیر صرف امام غزالیؒ کا ہی اس بارے میں وہ فیصلہ نقل کریں گے جس پر اسدی صاحب نے کمال ہوشیاری سے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن چونکہ کتا بچے کے آئندہ صفحات میں بھی مختلف سرنیوں کے تحت جا بجا امام غزالیؒ کے حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا بار بار جواب دینے کی بجائے ان سب کو بچھا کر کے پھر امام غزالیؒ کا اپنا فیصلہ نقل کریں گے۔

کتا بچے کے صفحہ ۱۰ پر احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۷ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے :-

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے بال بچوں کے فکر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تاکہ اس غم و فکر کی وجہ سے اس کے گناہ مٹتے رہیں۔ . . . (۲) بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو مال بچوں کا نکر اور معاش کا غم ہی مٹا سکتا ہے (صفحہ ۱۱)۔ (۳) پھر سب سے بہترین جہاد بچوں کی دیکھ بھال ہے“ کے زیر عنوان لکھتے ہیں :- حضرت عبداللہ بن مبارک نے جب وہ ایک میدان جنگ میں جہاد کر رہے تھے، اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ ہمارے اس جہاد کے عمل سے کس کا عمل بہتر ہے۔ پھر خود ہی فرمایا ”جس کے بال بچے زیادہ ہوں اور کسی کے آگے دست احتیاج نہ پھیلاتا ہو۔ اگر وہ رات کو اٹھ کر اپنے بچوں کو جو اوپر سے ننگے سو رہے ہوں، اپنی چادر سے ڈھانپ دے تو اس کا یہ معمولی عمل ہمارے اس جہاد سے افضل ہے (القیاض)

ہم نہیں سمجھ سکے کہ ان عبارتوں کا خاندانی منصوبہ بندی سے کیا تعلق ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی کب تھا ثنا کرتی ہے کہ میرے سے بچنے ہی نہ ہوں اور ان کی مناسب پرورش نہ کی جائے۔ اگر اسدی صاحب احياء العلوم کی اسی جلد دوم کے چند صفحات الٹ کر آگے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ دیکھ لیتے تو ان کو ان عبارتوں کا صحیح مفہوم معلوم ہو جاتا۔ عزل کے بارے میں امام غزالی اپنا فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں :-

والصحيح عندنا ان ذلك مباح. ۱۷ (صحیح یہ ہے کہ عزل ہمارے نزدیک جائز ہے)

یہ فیصلہ دینے کے بعد امام صاحب وہ صورتیں متعین فرماتے ہیں، جن میں ضبط ولادت کی اجازت ہوگی اور کن میں نہ ہوگی۔ مثلاً اگر کوئی لڑکیوں سے بچنے کے لئے اس پر عمل کرے گا تو یہ مذموم حرکت ہوگی۔ لیکن اگر وہ معاشی مجبور یوں یا بیوی کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایسا کرے گا تو پھر جائز ہے۔ معاشی مجبور یوں کے لئے ان الفاظ میں اجازت دیتے ہیں :-

"تیسری صورت یہ ہے کہ زیادہ اولاد کی تکلیف کے خوف کی وجہ سے یا کسب رزق میں مشکلات پیش آنے کی وجہ سے یا برائیوں میں پڑ جانے کی وجہ سے ضبط ولادت کے لئے عزل کی اجازت ہے۔ کیونکہ جتنی مشکلات کم ہوں گی وہ دین کے لئے سود مند ہوں گی۔" ۱۸

دوسرے جس مقصد کے لئے امام صاحب صاحب اس کی اجازت دیتے ہیں، وہ ہے عورت کی صحت اور خوب صورتی کا بحال رہنا۔ فرماتے ہیں :- "دوسری صورت یہ ہے کہ عورت کی خوب صورتی اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے تاکہ اس سے فائدہ اٹھانے میں دوام ہو اور دروزہ کے خطرہ کے خوف سے اس کی زندگی کو بچانے کے لئے۔" (ایضاً) ۱۹

کہاں تو یہ کہ اسدی صاحب امام غزالیؒ کو ضبط ولادت کی مخالفت میں پیش کر رہے تھے اور کہاں یہ کہ ان کا فیصلہ خود اس کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ایک دلیل محکم بن گیا۔

اس عنوان کے تحت اسدی صاحب نے دو حوالے نقل کئے ہیں، ایک مالکی فقہ ضبط ولادت اور مسلمان کی کتاب "مدخل الشریع" سے اور دوسرا علامہ ابن قیم سے۔ چونکہ علامہ ابن قیم سے انھوں نے ایک سے زیادہ مقامات پر اقوال نقل کئے ہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں اس کی صراحت

کردیں۔ ہمارے سلف صالحین کی تحقیق کا انداز یہ ہوا کرتا تھا کہ وہ ہر مسئلہ پر موافق اور مخالف دونوں قسم کے اقوال جمع کر کے اس کے بعد اپنا فیصلہ صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم بھی اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے پہلے تو عزل کے بارے میں مخالف اور موافق اقوال لاتے ہیں اور اس کے بعد اپنا تحقیقی فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ لیکن اسدی صاحب نے ان مخالف اقوال کو ہی جو علامہ ابن قیم نے نقل کئے ہیں، خود انہیں کا فیصلہ قرار دے دیا ہے۔ اس طرح علامہ ابن قیم کے اپنے فیصلے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ علامہ ابن قیم کا اپنا فیصلہ یہ ہے:۔ **فہذا الاحادیث صریحۃ فی جواز العزل وقد رویت الرخصۃ فیہ عن عشرۃ من الصحابۃ، علی وسعد بن ابی وقاص و ابی ایوب وزید بن ثابت وجابر و ابن عباس والحسن بن علی و خباب بن الارت و ابی سعید الخدری و ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔** (ان احادیث سے عزل کی واضح اجازت ملتی ہے۔ اور عزل کی یہ اجازت دس اہل صحابہ کرام سے منقول ہے۔ جن میں حضرت علیؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابویوبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت خباب بن الارتؓ، حضرت ابوسعید الخدریؓ اور حضرت ابن مسعود رضوان اللہ علیہم کے نام نامی شامل ہیں۔)

اس عنوان کے تحت دوسرا حوالہ مالکی فقہ کی ایک کتاب سے لے کر اور پھر اپنی مالکی فقہ سے استدلال طرف سے اس میں کچھ الفاظ بڑھا کر یوں پیش کیا گیا ہے:-

”حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے پوچھا، عزل (جو کہ مانع حمل کی عملی تدبیر ہے)۔ کرنا درست ہے؟ آپ نے فرمایا اُت اُت۔ کیا ایسا کام کوئی مسلمان بھی کرتا ہے! (صفحہ ۵)

اب اسدی صاحب نے مدخل الشرع جلد ۲ سے یہ عبارت نقل کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اس عنوان کی چھ کتابوں میں سے انہوں نے کون سی کتاب سے یہ حوالہ لیا ہے۔ چنانچہ ان سب کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہمیں یہ حوالہ ابن حاج کی مدخل الشرع سے ملا۔ حوالہ دیکھتے ہی راقم سکتے ہیں آگیا کہ یہ حضرات مخالفت میں اس حد تک جاسکتے ہیں کہ عبارتوں میں ان کی قطع برید سے صحابہ کرام اور سلف صالحین پر جو زد پڑتی ہے اس سے بھی وہ غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک دوسرے ہی مسئلہ ”اتیان المرءۃ فی دبرھا“ (عورت سے غیر فطری مباشرت) کے متعلق فرمائی ہے۔ لیکن اسدی صاحب نے ان کے یہ الفاظ و مانع سے کاٹ کر اور عزل کے الفاظ

اپنی طرف سے بڑھا کر اسلامی تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ابن حاج نے اس مسئلہ کا عنوان "تخریم انبیاک المرآة فی دبرھا" قائم کیا ہے۔ وہ بحث کا آغاز اس طرح کرتے ہیں کہ امام مالک سے عورت سے غیر فطری مباشرت (انبیاک فی الدبر) کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے نساء وکحد حضرت لکھ کر آیت کا حوالہ دے کر اس کے عدم جواز کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر نقل کی جس میں انھوں نے قرآن مجید کی اس آیت سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے اس بحث کا آخری ٹکڑا یہ ہے :-

وقدردی عن عبد اللہ بن عمر انه سئل عن جواز ذلك فقال ان أف. يفعل ذلك مومن او قال مسلم وقد خرج البوداؤد فی سننہ عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم ملعون من ابی امرأته فی دبرھا۔ کہ

اس عربی عبارت کا جو ترجمہ اسدی صاحب نے کیا ہے، وہ اس مسئلہ یعنی (انبیاک فی الدبر) عورت سے غیر فطری مباشرت کے متعلق ہے۔ عزل کا لفظ موصوف نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے اسدی صاحب کی اس قطع و برید کو دیکھیے اور بخاری شریف کے شارح علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح فتح الباری میں اس ضمن میں صحابہ کے عمل اور ان کی دلیل کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

"فعلنا فی زمن الشریع ولو کان حراماً لم نقر علیہ والی ذلک لیشیر قول ابن عمر کتنا متقی الکلام والانبساط الی نساءنا ہیبة ان یزل فینا شیئ علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات النبی صلعم تکلمنا وانیسطنا شہ (ہم نے دور رسالت میں اس پر عمل کیا اور اگر یہ حرام ہوتا تو ہمیں اس سے روک دیا جاتا) حالانکہ صحابہ کرام کی احتیاط کا یہ عالم تھا) جیسا کہ حضرت عید اللہ بن عمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد رسالت میں ہم اس خوف سے کہ مبادا ہمارے متعلق قرآن مجید میں کوئی حکم نازل نہ ہو جائے، اپنی بیویوں سے کھل کر بات کرتے اور ہنسنے سے بھی کتراتے تھے، ہم نے آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہی ایسا کیا۔"

اس عنوان کے تحت اسدی صاحب نے جو بیماری کی ہے، "خاندانی منصوبہ بندی پر قانون فطرت کی بیماری" وہ یہ ہے کہ انھوں نے نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۶۷-۱۶۸

سے تین احادیث نقل فرمائی ہیں، جن سے ان کی تحقیق کے مطابق خاندانی منصوبہ بندی کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے

امام ابو حنیفہؒ نے بھی اسی آیت سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ ہوا حکام القرآن للجصاص جلد ۱ ص ۴۱۶

شہ مدخل الشرع لابن حاج جلد ۲ صفحہ ۱۹۲۔ شہ فتح الباری لابن حجر عسقلانی مطبوعہ مہر جلد ۹ صفحہ ۲۶۷

نیل الاوطار کے مصنف علامہ شوکانی نے بھی سلف صالحین کے اصول پر عمل کرتے ہوئے اس موضوع کی تمام احادیث کو جمع کر کے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ انہوں نے اس بارے میں پوری نوا احادیث جمع کی ہیں۔ جن میں سے چھ احادیث سے عدل کی واضح اجازت ثابت ہے۔ اس لئے اسدی صاحب نے ان پر پردہ ڈالنا ہی مناسب سمجھا۔ اور اس سلسلے میں خود علامہ شوکانی کا فیصلہ نقل کرنا ضروری نہ سمجھا، جو یہ ہے :- ومن الامور التي تحمل على العزل الفرار من كثرة العيال - (کثرتِ اولاد سے بچنا عدل کا ایک مقصد ہے)

(۱) قانون فطرت کا کرشمہ۔ (۲) سب سے بہتر عورت وہ ہے جو نیچے جنے | ان دونوں سرخیوں کے لئے انہوں نے حنبلی مذہب کی ایک کتاب

ابن قدامہ کی المغنی کا سہارا لیا ہے۔ مصنف نے اس بارے میں جو موافق و مخالف اقوال جمع کئے تھے، ان میں سے مخالفت اقوال کو ان کا مسلک قرار دے دیا ہے۔ ابن قدامہ اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں :- ويجوز العزل عن امته بغیر اذنها۔ نصاً عليه احمد وهو قول مالك وابي حنيفة والثافعي.... ولا يعزل عن زوجته الحرة الا باذنها۔^۹ (اور لونڈی سے اس کی اجازت کے بغیر بھی عدل جائز ہے۔ یہی امام احمد بن حنبل کا فیصلہ ہے۔ اور امام مالک، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا مسلک ہے اور ہاں اپنی آزاد بیوی سے عدل کرنے کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت ہے۔)

پھر مصنف عدل کی رخصت ان سلف صالحین سے نقل کرتے ہیں :-

"ورويت الرخصته فيه عن علي وسعد ابن ابی وقاص و ابی ایوب وزید بن ثابت وجابر وابن عباس و

الحسن بن علی، وخبیب بن الارث وسعيد بن المسيب وعطاء النخعي ومالك والثافعي واصحاب الراي^{۱۰}

(یہ وہی دس صحابہ کرام کے نام ہیں جو علامہ ابن قیم نے دیئے ہیں اور اس کے ساتھ سعید بن المسيب، امام عطاء، امام النخعی، امام مالک، امام شافعی اور حنفی ائمہ کے نام ہیں۔

اس عنوان کے تحت اسدی صاحب یہ حدیث نقل کرتے ہیں :- "تم ایسی عورت سے کثرت امت پر فخر شادی کرو، جو اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہو اور نیچے جننے والی ہو تاکہ میں اپنی امت کی کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں" (صفحہ ۹)

اکثر دوسرے درجے کے اہل علم کو اس مضمون کی احادیث سے استدلال کرتے دیکھا گیا ہے کیونکہ ائمہ حدیث

کے نزدیک یہ تمام کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی نے اس موضوع کی تمام احادیث جو تعداد میں پانچ ہیں، اپنی کتاب نیل الاوطار میں جمع کی ہیں۔ یہ احادیث حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت حرملةؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عیاض بن غنمؓ سے مروی ہیں (ملاحظہ ہو نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۱۰۷) ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد ان کے نیچے ائمہ حدیث کے فیصلے بھی نقل کرتے گئے ہیں کہ یہ سب کی سب احادیث ضعیف ہیں۔ اسدی صاحب نے اپنے کتابچے میں نیل الاوطار سے اپنے مفید مطلب حوالے دینے کی کوشش کی ہے، جن کی حیثیت پر بحث گزر چکی ہے۔ اگر وہ اسی کتاب میں ان احادیث کی حیثیت پر بھی ایک نظر ڈال لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

مانع حمل ادویہ پر علماء سلف کا فتویٰ | کتابچے کے صفحہ ۱۳ پر اس سرخی کے تحت ابن یونس کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ تحقیق بسیار کے باوجود سبذہ کو ابن یونس کے دینی اور علمی مقام کا علم نہ ہو سکا لیکن جہاں تک علمائے سلف کے فتوے کا تعلق ہے وہ تو بڑے واضح الفاظ میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔ تدبیر و معالجہ کے متعلق حنفی فقہ کی مشہور کتاب "فتاویٰ عالمگیری" کا فتویٰ تو ہم شروع میں نقل کر آئے ہیں، بلکہ اصول کی کتابوں میں عزل کی جو تعریف کی گئی ہے، اس میں مانع حمل ادویہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس موضوع کی ایک معتبر ترین کتاب "التاج الجامع للاصول" میں یہ تعریف یوں کی گئی ہے: حکم العزل ہذا یجری علی استعمال دواء لمنع الحمل مؤقتاً۔ و یجری علی اسقاط النطفة قبل نفع الروح فیہا۔ فان الحکمة فی الكل واحدة وھی منع الحمل واللہ اعلم۔ العزل کے حکم میں حمل روکنے کی دواء اور نفع روح سے پہلے حمل کا گرا دینا بھی شامل ہے۔ کیونکہ ان تمام میں ایک ہی حکمت ہے اور یہ حمل کا روکنا ہے واللہ اعلم۔

سلف سے لے کر خلف تک عزل کی اسی تعریف کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز ابن شاہ ولی اللہ اپنی تفسیر عزیری میں سورۃ النکویر کی تفسیر کرتے ہوئے عزل کے جواز کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: "و تجوز عزل بروایات صحیحہ مشہورہ است لاشہدۃ فیہا۔ واستعمال دوائے قبل از جماع یا بعد از ان کے مانع از الغفاد کرد نیز مانند عزل جائز است ہے" (صفحہ ۷۷-۷۸) صحیح اور مشہور احادیث کی بنا پر عزل کا جواز ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں اور ضبط ولادت کے لئے بیوی سے مباشرت سے پہلے یا اس کے بعد دواء وغیرہ کا استعمال بھی اسی طرح جائز ہے۔

یہ ہے اسدی صاحب کے جمع کردہ حوالہ جات کی حقیقت۔ ان سے توقع ہے کہ اگر وہ سلف صالحین کو واقعی پچھے دل سے اپنا رہنا اور امام سمجھتے ہیں تو ان کے صحیح فیصلوں کے سامنے آج ان کے بعد ان کو تسلیم کرنے میں انہیں کوئی پس و پیش نہیں کرنا چاہیے۔